شیخ محمد بن صالح المنجد
انتخاب: نعیم الرحمٰن ناصف

روزہ و زکوٰۃ کے بارے اہم فتاویٰ

کیا مالِ تجارت کی زکاۃ قیمت خرید پر ہو گی یا قیمت فروخت پر؟

سوال: تجارتی سامان کی زکاۃ کس طرح ادا ہو گی؟ آیا وہ قیمتِ خرید کے مطابق ہو گی یا قیمت فروخت کے مطابق؟

جواب: تجارتی سامان کی زکاۃ کا حساب اس طرح ہو گا کہ سال مکمل ہونے پر سامان کی مارکیٹ کے مطابق قیمت لگائی جائے گی۔ (اور غالبًا دوکان میں وہی فروخت کی قیمت ہے) چاہے یہ قیمتِ خرید کے برابر ہو یا اس سے کم یا زیادہ اور پھر اس سے اڑھائی فیصد زکاۃ ادا کی جائے گی۔[1] اور یہی کمالِ عدل ہے، کیونکہ سال مکمل ہونے کے وقت اس کی قیمت خریداری کی قیمت سے مختلف ہو سکتی ہے یا کم یا زیادہ۔

پھر اگر تاجر تھوک یعنی ہول سیل کا کاروبار کرتا ہو تو وہ ہول سیل کی قیمت لگائے گا، اور اگر وہ پرچون کا کاروبار کرتا ہے تو وہ پرچون کی قیمت لگائے گا۔[2] اور اگر وہ ہول سیل اور پرچون دونوں کاروبار اکٹھا کرتا ہے تو وہ قیمت متعین کرنے میں محنت سے کام لے اور ہول سیل فروخت کرنے والے مال کا اندازہ لگا کر اس کی قیمت ہول سیل ریٹ کے مطابق لگائے اور جو پرچون فروخت کرتا ہے اس کی قیمت پرچون ریٹ کے مطابق لگائے اور اس کی زکاۃ نکالے۔ اور اگر وہ اس حالت میں احتیاط کرتے ہوئے اتنی زکاۃ نکالے جو یقینی واجب کردہ زکاۃ سے زیادہ ہو تو یہ افضل ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے وہ یہ اندازہ لگائے کہ وہ یہ سامان ہول سیل فروخت کرے گا اور پھر اسے وہ پرچون فروخت کر دے۔

---

1. رسالة في الزكاة از شیخ ابن باز: (۱۱) رسالة زكاة العقار از شیخ بکر ابوزید: (۸)
2. الشرح الممتع از شیخ محمد بن عثیمین: ۱۴۶/۶

افطاری کا کھانا حاضر ہو تو نمازِ مغرب کا حکم؟

سوال: مسلمان شخص کیسے افطاری کرے، کیونکہ بہت سارے لوگ کھانے میں مشغول ہوتے ہیں اور نماز کا وقت گزر جاتا ہے اور جب آپ اُن سے دریافت کریں تو وہ کہتے ہیں کہ کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہوتی۔ کیا اس قول سے استدلال جائز ہے، دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ مغرب کا وقت کم ہوتا ہے۔ ان حالات میں برائے مہربانی یہ بتائیں کہ میں کیا کروں؟ کیا کھجور کے ساتھ افطاری کر کے نماز مغرب کے لیے چلا جاؤں اور بعد میں آکر کھانا کھاؤں، یا پہلے کھانا مکمل کروں اور بعد میں نماز ادا کرلوں؟

جواب: سنت یہی ہے کہ انسان افطاری جلدی کرے، اور جب سورج غروب ہو جائے تو وہ افطاری کرلے کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ

"جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے، ان میں خیر و بھلائی رہے گی۔"[1]

اور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

«أَحَبُّ عِبَادِي إِلَيَّ أَعْجَلُهُمْ فِطْرًا»[2]

"میرے محبوب بندے وہ ہیں جو افطاری میں جلدی کرتے ہیں۔"

روزے دار کے حق میں زیادہ بہتر یہی ہے کہ وہ کھجور کے ساتھ افطاری کر کے نمازِ مغرب ادا کرے اور کھانا بعد میں کھائے تاکہ افطاری جلد کرنے اور نمازِ مغرب اوّل وقت میں ادا کرنے کی سنت جمع کر کے نبی کریم ﷺ کی اقتدا اور پیروی کر سکے۔ رہی یہ حدیث کہ

"کھانے کی موجودگی میں نماز نہیں ہوتی، اور دو خبیث اشیا (پیشاب اور پاخانہ) کو روک کر رکھنے کی حالت میں نماز نہیں ہوتی۔"[3]

اور حدیثِ نبویؐ:

"جب رات کا کھانا حاضر ہو جائے اور نماز کھڑی ہو جائے تو پہلے رات کا کھانا کھاؤ۔"[4]

---

1 سنن ابن ماجہ:۱۶۹۸

2 سنن ترمذی:۶۳۶ ... ضعیف كما صرح الألباني

3 صحیح مسلم:۸۶۹

4 جامع ترمذی:۳۵۳

اس سے مراد یہ ہے کہ

جس کے سامنے کھانا پیش کر دیا جائے یا وہ کھانے میں حاضر ہو جائے تو وہ نماز سے قبل کھانا کھالے تاکہ وہ نماز کے لیے آئے تو اس کا دل کھانے کی طرف نہ ہو اور وہ کھانے سے فارغ ہو چکا ہو، اور پورے خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے۔ لیکن اسے یہ حق حاصل نہیں کہ نماز سے قبل کھانا طلب کرے یا پھر کھانے میں خود حاضر ہو جائے، کیونکہ ایسا کرنے سے نماز باجماعت رہ جائیگی، اور وہ اوّل وقت میں نماز ادا نہیں کر سکے گا۔

(شیخ عبدالعزیز بن باز کی سربراہی میں قائم دائمی فتویٰ کمیٹی، سعودیہ)

رمضان المبارک شروع ہونے کی مبارکباد دینا

سوال: رمضان المبارک شروع ہونے کی مبارکباد دینا جائز ہے، یا یہ بدعت شمار ہو گا؟

جواب: رمضان المبارک شروع ہونے کی مبارکباد دینے میں کوئی حرج نہیں، نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رمضان المبارک آنے کی خوشخبری دیتے اور اُنہیں اس کا خیال رکھنے پر اُبھارتے تھے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

> ''تمہارے پاس بابرکت مہینہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، اور سرکش شیاطین پابند سلاسل کر دیے جاتے ہیں، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ایک ہزار راتوں سے بہتر ہے جو اس کی بھلائی اور خیر سے محروم کر دیا گیا تو وہ محروم ہے۔'' [1]

روزے کی حالت میں بیوی سے خوش طبعی کرنے کا حکم

سوال: کیا میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ مجھے آپ سے محبت ہے؟ میری بیوی مجھ سے یہ مطالبہ کرتی ہے کہ میں روزے کی حالت میں اس سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے کہوں کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں، لیکن

---

1 سنن نسائی: ج/۲۹، ۱۲، صحیح ترغیب وترہیب: ۱/۴۹۰

میں نے اسے کہا کہ روزے کی حالت میں ایسا کہنا جائز نہیں، لیکن وہ کہتی ہے کہ جائز ہے؟

جواب: مرد روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے خوش طبعی کر سکتا ہے، اسی طرح بیوی کے لیے بھی جائز ہے کہ وہ اپنے خاوند سے روزے کی حالت میں خوش طبعی کر لے، لیکن ایک شرط ہے کہ وہ دونوں اپنے آپ پر کنٹرول رکھ سکتے ہوں کہ انزال نہ ہونے پائے، اور اگر انہیں اپنے آپ پر کنٹرول نہیں کہ شدید قسم کی شہوت ہونے کی بنا پر اس کا انزال ہو جائے، تو منی کے اخراج سے روزہ فاسد ہو جائے گا۔ لہٰذا ایسے شخص کے لیے بیوی سے خوش طبعی کرنا جائز نہیں، کیونکہ وہ ایسے کرنے سے اپنا روزہ فاسد کر لے گا، اور اسی طرح مذی کے نکلنے کا خدشہ ہو۔[1] روزے کی حالت میں انزال ہونے سے محفوظ رہنے والے شخص کے لیے بیوی سے بوس و کنار کرنے کی دلیل یہ ہے کہ سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ

"نبی ﷺ ان سے روزہ کی حالت میں بوس و کنار کیا کرتے تھے، اور اُنہیں اپنے آپ پر تم سے زیادہ کنٹرول تھا۔"[2]

اور ایک حدیث میں ہے کہ عمرو بن سلمہؓ بیان کرتے ہیں:

"انہوں نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ کیا روزہ دار بوسہ لے سکتا ہے؟ تو رسول اکرم ﷺ فرمانے لگے: اس (ام سلمہؓ) سے پوچھ لو تو ام سلمہؓ نے انہیں بتایا کہ نبی ﷺ ایسا کیا کرتے تھے۔[3]

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"بوسہ کے علاوہ معانقہ اور دوسرے ابتدائی کام کے حکم کے بارے میں ہم یہ کہیں گے کہ اس کا حکم بھی بوسے کا حکم ہی ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں۔"[4]

لہٰذا اس بنا پر آپ کا صرف اپنی بیوی کو یہ کہنا کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں، یا وہ آپ کو یہ کہے کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں، روزے کو کسی بھی قسم کا کوئی نقصان نہیں دیتا۔

۱ الشرح الممتع: ۶/ ۳۹۰

۲ صحیح بخاری: ۱۹۲۷؛ صحیح مسلم: ۱۱۰۶

۳ صحیح مسلم: ۱۱۰۸

۴ الشرح الممتع: ۶/ ۴۳۴

وقت سے پہلے روزہ افطار کرنا

سوال: مؤذّن نے وقت سے سات منٹ قبل اذان کہہ دی تو لوگوں نے روزہ افطار کر لیا کہ محلّہ کی مسجد کی اذان سن کر ہم نے روزہ افطار کر لیا، اور سات منٹ گزرنے کے بعد ہم نے ایک دوسری مسجد کے مؤذن کی اذان سنی۔ جب ہم نے محلے کے مؤذن سے دریافت کیا تو اس نے ہمیں بتایا کہ اس سے غلطی ہوگئی کہ اذان کا وقت ہو گیا ہے، اب اس محلہ کے لوگوں پر کیا لازم آتا ہے؟

جواب: جس نے غروبِ شمس کا گمان کرتے ہوئے روزہ افطار کر لیا، اور پھر اسے علم ہوا کہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تو جمہور علمائے کرام کے ہاں اس پر قضا ہے۔

ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ 'المغنی' میں لکھتے ہیں:

"فقہا وغیرہ میں سے اکثر اہل علم کا قول یہی ہے۔" [1]

سعودی عرب کی دائمی فتویٰ کمیٹی سے یہ سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بچیوں کے کہنے پر روزہ افطار کر لیا اور جب نماز کے لیے نکلا تو مؤذن مغرب کی اذان دے رہا تھا؟ تو کمیٹی کا جواب تھا:

"جب آپ نے افطاری واقعتاً غروبِ آفتاب کے بعد کی ہے تو آپ پر کوئی قضا نہیں، اور اگر آپ نے یہ تحقیق کی یا آپ کے ظن پر غالب ہو گیا، یا آپ کو شک ہے کہ آپ نے غروبِ شمس سے قبل افطاری کر لی تو آپ اور جس نے بھی آپ کے ساتھ افطاری کی، اس پر قضا ہے۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ دن باقی تھا، اور اس اصل سے بغیر کسی شرعی ناقل یعنی غروبِ شمس کے تبدیلی نہیں ہو سکتی۔" [2]

اور شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ بعض لوگوں نے افطاری کر لی اور بعد میں اُنہیں علم ہوا کہ ابھی تو سورج غروب نہیں ہوا تو اس کا حکم کیا ہے؟ شیخ کا جواب تھا:

"جس سے ایسا ہو جائے تو اسے غروبِ آفتاب تک کھانے پینے وغیرہ سے رک جانا

---

۱ المغنی از ابن قدامہ مقدسی: ۳۸۹/۴

۲ فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء: ۲۸۸/۱۰

چاہیے، اور جمہور اہل علم کے ہاں اس پر قضا ہے، اور اگر اس نے اجتہاد اور غروب شمس کے متعلق پوری کوشش کے بعد افطاری کی ہو تو اس پر کوئی حرج نہیں۔ جس طرح کہ اگر وہ تیس شعبان کو صبح اُٹھے اور دن میں اسے علم ہوا کہ آج تو رمضان کی یکم ہے، تو اسے باقی دن کچھ نہیں کھانا پینا چاہیے، اور جمہور کے ہاں وہ اس دن کی قضا کرے گا، اور اس پر کوئی گناہ نہیں، کیونکہ جب اس نے کھایا پیا تھا تو اسے رمضان کا علم نہیں تھا، لہٰذا جہالت نے اس سے گناہ کو ساقط کر دیا ہے، لیکن قضا ساقط نہیں ہو گی، اُسے اس دن کی قضا میں روزہ رکھنا ہو گا۔''[1]

تاہم بعض اہل علم کہتے ہیں کہ روزہ صحیح ہے، اور اس پر قضا لازم نہیں۔ مجاہد اور حسن رحمۃ اللہ علیہم سے یہی مروی ہے، اور اسحٰق اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہم سے ایک روایت بھی یہی ہے، اور مزنی اور ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی قول ہے اور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ہی اختیار کیا ہے، اور شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے ہی راجح قرار دیا ہے۔[2]

ان کا استدلال بخاری شریف کی مندرجہ ذیل روایت سے ہے:

ہشام بن عروہؒ فاطمہؒ سے اور وہ اسما بنتِ ابی بکرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ اسما بنت ابی بکرؓ نے کہا: ہم نے نبی کریم ﷺ کے دور میں ابر آلود موسم میں روزہ افطار کر لیا تو بعد میں سورج نکل آیا۔ ہشام رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا اُنہیں قضا کرنے کا حکم دیا جائے؟ تو وہ کہنے لگے: قضا ضروری ہے، اور معمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ہشام کو یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے نہیں علم کہ اُنہوں نے قضا کی یا نہیں۔ اور ہشام کا یہ کہنا کہ قضا ضروری ہے، ایسا اُنہوں نے اپنی سمجھ کے مطابق کہا ہے، اُنہوں نے یہ نہیں کہا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں قضا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور اسی لیے حافظ ابن حجر کہتے ہیں:

''اور اسماءؓ کی حدیث میں نہ تو قضا کا ثبوت ہے اور نہ ہی اس کی نفی پائی جاتی ہے۔''

شیخ محمد بن عثیمین 'الشرح الممتع' میں کہتے ہیں:

''اُنہوں نے دن میں اس بنا پر افطاری کر لی کہ سورج غروب ہو چکا ہے۔ وہ سورج

---

۱ مجموع فتاویٰ ابن باز: ۲۸۸/۱۵

۲ فتح الباری: ۲۰۰/۴؛ مجموع الفتاویٰ از شیخ الاسلام بن تیمیہ: ۲۳۱/۲۵

غروب ہونے سے جاہل تھے، نہ کہ شرعی حکم سے، لیکن اُن کا یہ گمان نہیں تھا کہ ابھی دن ہے، اور نہ ہی نبی کریم ﷺ نے اُنہیں قضا کرنے کا حکم دیا، اور اگر قضا واجب ہوتی تو یہ اللہ کی شریعت سے ہوتی اور پھر یہ محفوظ بھی ہوتی، لہذا جب یہ محفوظ نہیں اور نہ ہی نبی کریم ﷺ سے منقول ہے، تو اصل بری الذمہ ہے، اور قضا نہیں ہے۔"[1]

اور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"یہ قضا واجب نہ ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ اگر اُنہیں قضا کا حکم دیتے تو یہ بھی عام ہوتا جیسا کہ ان کا افطاری کرنا نقل ہوا ہے، اور جب یہ منقول نہیں تو یہ اس کی دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اُنہیں اس کا حکم نہیں دیا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ بلکہ ہشام بن عروہ رضی اللہ عنہ کو کہا بھی گیا کہ انہیں قضا کا حکم دیا گیا تھا؟ تو ان کا کہنا ہے کہ قضا ضروری ہے، یہ ہشام نے اپنی رائے سے کہا ہے، اور حدیث میں یہ مروی نہیں۔ اور یہ اس کی بھی دلیل ہے کہ ان کے پاس اس کا علم نہیں تھا۔ معمر رضی اللہ عنہ نے ان سے روایت کیا ہے کہ میں نے ہشام کو یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے علم نہیں کہ انہوں نے قضا کی یا نہیں؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے یہ بیان کیا ہے، اور ہشام رضی اللہ عنہ نے اپنے والد عروہ سے بیان کیا ہے کہ اُنہیں قضا کا حکم نہیں دیا گیا تھا، اور عروہ کو اپنے بیٹے سے زیادہ علم ہے۔"[2]

اور اگر آپ احتیاط کرتے ہوئے اِس کے بدلے ایک دن کی قضا میں روزہ رکھ لیں تو یہ بہتر ہے، اور الحمدللہ ایک دن کی قضا کرنا آسان ہے۔ اور جو کچھ ہوا، اس سے آپ پر کوئی گناہ نہیں۔ واللہ اعلم

---

١ الشرح الممتع: ٦/ ٤٠٢

٢ مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ: ٢٥/ ٢٣١